ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

بہاول پور (سابق ریاست) میں اردو سلام: تقسیم کے بعد

Tradition of Urdu Salam in Bahawalpur(Former State): After Partition

۱۔ منیر احمد، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، خانپور

۲۔ محسن خان، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

۲۔ محمد یوسف نون، لیکچرر شعبہ اردو و اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور (رحیم یار خان کیمپس)

Abstract:

This article consists of Urdu Salam. Tradition of Salam in brief as well as a comprehensive tradition of Urdu salam in Bahawalpur (Former State) after 1947. Brief introduction of various poets alongwith samples from their poetry and its research and critical analysis has been done in this article. This is a comprehensive article on Tradition of Salam in Bahawalpur.

Key Words:

Salam, Bahawalpur, Gyan Chand Jaen, Dr. Shamim Ahmad, Charah Ali, Meer Anees Aal Ahmad, Azhar Faragh, Ejaz Tawakal, Hakeem Ahmad Hassan, Tabish Alwari, Syed Touqeer Hassan Touqeer, Janbaz Jatoi.

ملخص:

یہ آرٹیکل اردو سلام، سلام کی مختصر روایت کے ساتھ ساتھ بہاول پور (سابق ریاست) میں ۱۹۴۷ء کے بعد سلام کی جامع روایت پر مشتمل ہے۔ مختلف شعرا کے مختصر تعارف کے ساتھ ساتھ ان کے کلام سے نمونے اور ان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ بھی اس مضمون میں لیا گیا ہے۔ بہاول پور میں اردو سلام کی روایت پر مبسوط مضمون پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: سلام، بہاول پور، گیان چند جین، ڈاکٹر شمیم احمد، چراغ علی، میر انیس، آل احمد، اظہر فراغ، اعجاز توکل، حکیم احمد حسن، تابش الوری، سید توقیر حسن توقیر، جانباز جتوئی

سلام اور نوحہ، اردو مرثیہ کی دین ہے۔ سلام کو اردو مرثیہ نے ہی بامِ عروج تک پہنچایا۔ سلام عموماً غزل کی ہیئت میں لکھا جاتا ہے جس میں مقطع اور مطلع ہوتا ہے۔ سلام کے بارے میں امداد اثر لکھتے ہیں:۔

”عروضی تراکیب کی رو سے غزل، سہرا اور سلام شئے واحد ہیں مگر ان کے مضامین کے تقاضے ایک دوسرے سے علاحدہ انداز رکھتے ہیں۔ فارسی میں سہرا اس واسطے نہیں ہے کہ اس ملک میں دُلھا یا دُلہن کو سہرا نہیں باندھتے مگر سلام ہے۔ سلام میں غزل کی طرح اعلیٰ درجے کے مضامین از قسم واردات قلبیہ و معاملاتِ دینیہ باندھتے ہیں مگر ان میں غزلیت کا رنگ پیدا ہونے نہیں دیتے۔ سلام کی ترکیب کو رنگینی کے ساتھ ہی غزل سے علاحدہ ہونا چاہیے۔ سلام گوئی کا لطف یہی ہے کہ شوخی، رنگینی اور طبیعت داری کے ساتھ بھی غزل مراثی سے علاحدہ نظر آئے۔“(۱)

مندرجہ بالا عبارت سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اہلِ فارس کو سلام گوئی کا ذوق بہت کم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایران فارسی گو شعرا کے یہاں ہمیں سلام کی صنف تلاش کرنے ہی سے نظر آتی ہے لیکن اس کے برخلاف ہندوستانی فارسی گو شعراء کے یہاں سلام نہیں ملتے لیکن بعد میں اردو نے اس صنف کو اس طرح اپنایا کہ اس میں ذرا برابر بھی اجنبیت باقی نہ رہی۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اردو اس صنف پر پوری طرح قابض ہو گئی۔

”سلام کی صنف جب عالم وجود میں آئی تو صرف غزل کی شکل تک محدود نہیں رہی بلکہ مرثیہ کی طرح اس کو کسی قدر وسعت دی گئی۔ خود سوداؔ کے سلام غزل نما شکل کے علاوہ مربع صورت میں موجود ہیں۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ غزل گوئی کے چرچے سے متاثر ہو کر مرثیہ گویوں نے سلام کو غزل کے طرز اور جواب میں ایجاد کیا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ سلام کے جو لوازم اور مہمات موضوع حال کے سلام گو شعراء نے مقرر کر لیے ہیں ان کی سوداؔ کے زمانے میں تحدید و تعین نہیں ہوتی تھی۔ اس کے زمانے میں سلام کہنے کا مدعا صرف یہ تھا کہ شہیدانِ کربلا اور خصوصاً امام حسینؑ کی جناب میں عقیدت مندانہ سلام و نیاز کا تحفہ بھیجا جائے۔“(۲)

شیخ چاند نے صنف سلام پر جو اظہارِ خیال کیا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ سلام کی کوئی مخصوص ہیئت نہیں تھی۔ لیکن جنوبی ہند میں مرثیے کے لیے غزل کی ہیئت زیادہ مستعمل رہی لہٰذا سلام اور مرثیے کے فرق کو اس طرح واضح کرتے ہیں۔

”چوں کہ دکن میں مرثیے کے لیے غزل ہی کی ہیئت بکثرت مستعمل رہی ہے اس لیے دکن کے مراثی میں وہی مرثیہ سلام کہلاتا ہے جس کی ردیف میں مرحبا یا صلوٰۃ جیسے الفاظ برتے ہیں۔“(۳)

پروفیسر گیان چند جین ڈاکٹر چراغ علی کی تصنیف ”اردو مرثیے کا ارتقاء: گولکنڈہ اور بیجاپور میں“ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”چوں کہ دکن میں اکثر مرثیے غزل کی ہیئت میں ہوتے تھے اس لیے وہاں سلام اسی مرثیے کو کہا گیا جس کی ردیف میں سلام، علیک، السلام، مرحبا یا صلوات شامل ہے۔ سچ یہ ہے کہ اصل سلام یہی ہے۔ شمال میں مرثیہ بالعموم مسدس مرثیے سے بالکل ممیز ہو گیا۔“(۴)

صفدر حسین کی رائے میں:۔

”ابتدا میں سلام کا مقصد اصلی بزرگانِ دین کی روحوں پر براہِ راست درود و سلام بھیجنا ہوتا تھا اور یہ تخصیص بھی نہیں ہوتی تھی کہ سلام صرف غزل ہی کی عروضی ترکیب کا پابند ہو۔“(۵)

فرمان فتح پوری اس بارے میں لکھتے ہیں:۔

”غزل کی طرح سلام کے تمام اشعار مقفیٰ ہوتے ہیں۔ سلام میں غزل کی طرح مطلع و مقطع ہوتا ہے اور اشعار کی تعداد بالعموم پندرہ سے متجاوز نہیں ہوتی۔“(۶)

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں پوری دنیا میں عموماً اور مختلف اسباب کی بنا پر ہندوستان میں خصوصاً اجتماعی شعور بیدار ہو رہا تھا۔ ایسے لائحہ عمل مرتب کیے جا رہے تھے جن سے معاشرتی سطح پر انقلابی تبدیلیاں لائی جا سکیں۔(۷) اس حوالے سے مظلوم عوام کے اوپر کیے گئے مظالم کو مختلف سطحوں پر پیش کیا جانے لگا تھا۔ ترقی پسند تحریک کے آغاز کے بعد عوام الناس میں ایک انقلابی رجحان پیدا کرنے کے لیے واقعہ کربلا کو ایک انقلاب کے طور پر پیش کیا جانے لگا تھا۔“(۸)

آلِ احمد سرورؔ:

سید آل احمد سرورؔ کا وطن سراوہ ضلع میرٹھ، اتر پردیش ہے۔ جہاں وہ فصل رسول الاطی کے ہاں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔(۹) اصل نام آلِ رسول ہے۔ ادب دوست گھرانے میں پیدا ہوئے اس لیے شعر و سخن سے شغف ہوا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے۔ وہ آزادی کے بعد پاکستان آئے تو ان کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی۔ آل احمد پاکستان آ کر بہاول پور میں آباد ہوئے۔ ”ہفت روزہ کارواں“ کے مدیر رہے۔ بیدلؔ میرٹھی کے نام سے شاعری کرتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں انھوں نے اپنا نام بیدلؔ میرٹھی کے بجائے سید آل احمد رکھا۔ ان کا شعری مجموعہ ”صریر خامہ“ کے نام سے ۱۹۶۴ء میں شایع ہو چکا ہے۔(۱۰) ان کی شاعری میں جدید لب و لہجہ، ترقی پسندانہ خیالات اور نئی نئی تراکیب ملتی ہیں۔ وہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

نوجوان نسل کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں اور جبر و استبداد سے بر سرِ پیکار رہنا، نبرد آزما ہونا اور جدوجہد کرنا ان کی شاعری کے بنیادی موضوع ہیں۔ غزل اور نظم دونوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ ان کا کلام ملاحظہ ہو۔

یا رب ہمیں تو آلِ پیغمبر کا عزم دے
آلِ وفا ہیں فاتحِ خیبر کا عزم دے
ہم سن رہے ہیں تشنہ لبوں کی شکایت
قاسمؓ کا حوصلہ علیؓ اکبر کا عزم دے(۱۱)

سید آل احمد کسی کام سے کمشنر ہاشم رضا کے پاس گئے اور پھر زیدی صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے پاس بھی گئے مگر ان کا کام نہ ہوا اس پر انھوں نے اپنا غصہ نکالا اور فرمایا۔

زیدی کے سب حروف میں شامل یزید ہیں
ہاشمؔ رضا کے اندر شمر ہے چھپا ہوا(۱۲)

آصف بشیر انجمؔ:

آصف بشیر انجم ۱۹۷۸ء کو رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔(۱۳) بی۔اے کرنے کے بعد تجارت کے پیشے سے وابستہ ہو گئے اور اس وقت رحیم یار خان میں کپڑے کی تجارت کرتے ہیں۔ ''پنجابی ادبی بیٹھک''، ''بزمِ حشمت''، ''اُجالا'' رحیم یار خان جیسی ادبی تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ ان کا ایک مجموعہ ''مجھے خوابوں میں رہنے دو'' شائع ہو چکا ہے اور دوسرا مجموعہ کلام شائع ہونے والا ہے۔ ان کے سلام امامؑ عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیے۔

اُجڑا ہے دیکھو آج کیسے گھر حسینؓ کا
چھلنی ہوا ہر وار سے جگر حسینؓ کا
گلے میں رُکی پیاس تھی یا برچھیاں کئی
دیکھا ہے آسمان نے بھی صبر حسینؓ کا(۱۴)

آصف بشیر انجمؔ کا سلام ان کے مجموعے ''مجھے خوابوں میں رہنے دو'' سے لیا گیا ہے۔ مکمل سلام قصیدہ ہیت میں ہے جس کے صرف پانچ شعر ہیں۔

جیسے ہی بے رِدا ہوئیں شہزادیاں میری
نوکِ سناں پہ یوں اُٹھا سر حسینؓ کا
عالم بھی اُونچا ابھی ہے پیام بھی روشن ابھی
مٹ نہ پائے گا کبھی لشکر حسین کا(۱۵)

آصف بشیر انجمؔ اُبھرتے ہوئے شاعر ہیں اور رحیم یار خان شہر میں اپنا ایک ادبی مقام رکھتے ہیں۔ شعر اور شاعری کو سمجھتے ہیں۔

آسی خان پوری:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

آسی خان پوری ۹ جنوری ۱۹۴۳ء کو خان پور ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔(۱۶) ایم۔اے، ایل ایل بی کرنے کے بعد وکالت کے پیشے سے وابستہ ہو گئے۔ان کے مجموعے ” انگارے“، ”چھوڑ دو درنجش“، ”موسم بھی خلاء جیسا“ اور ”سنجوک“ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

آسی خان پوری کے سلام امام عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے۔

ظلمت میں تیرے نقشِ قدم روشنی حسینؑ
اس بے حِسی کے دور میں تو زندگی حسینؑ
اوج نماز حق ہے تیرا سجدہ نیاز
بے مثل ہو گئی ہے تیری بندگی حسینؑ(۱۷)

آسی خان پوری کا دستیاب سلام مطبوعہ ہے اور قصیدہ ہیت میں ہے۔ان کے سلام میں بہت سی تراکیب ملتی ہیں۔مثال کے لئے ایک شعر ملاحظہ ہو۔

آسی سے ہو سکے گی بھلا کیا تیری ثنا
وہ بندۂ حقیر تو سبط نبی حسینؑ(۱۸)

صنعت تخاطب کی مثال ملاحظہ ہو۔

ظلمت میں تیرے نقش قدم، دوستی حسینؑ
اس بے حسی کے دور میں میں تو زندگی حسینؑ(۱۹)

اختر بزمی:

اختر بزمی کا ایک شعری مجموعہ ” درد چراغ محفل“ شائع ہو گیا ہے۔(۲۰) مگر اس میں جدت یہ ہے کہ مختلف غزلوں میں سے ایک ایک منتخب شعر درج کیا گیا ہے۔اس سے نہ تو شاعر کو داد لینے کو موقع ملتا ہے اور نہ قاری کو پڑھنے کا۔خدا جانے کس ظالم نے بہاول پور میں اس بدعت کا رواج ڈالا ہے۔جس کی تقلید میں اختر بزمی نے اپنے کلام کا ناس مارا۔اختر بزمی کا سلام عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے۔

یوں کربلا میں چمکا مقدر حسینؑ کا
دل میں خدائی بھر کے ہوا گھر حسینؑ کا
ہر لب سے اُٹھ رہی ہے صدائے حسنؑ حسینؑ
نقشہ جما ہوا ہے دلوں پر حسین کا(۲۱)

اختر بزمی کا سلام مطبوعہ ہے اور قصیدہ ہیت میں ہے۔ان کے کلام سے استعارہ کی مثال ملاحظہ ہو۔

نسبت اُنہیں حسینؑ سے ہے جانتے ہیں وہ
فردوس کا وہ در ہے جو در ہے حسین کا(۲۲)

اختر رومانی شاعر ہے اور حسن وعشق کے فسانوں کو نئے نئے سالیب میں بیان کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور اکثر اس کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اظہر عروج:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اظہر عروؔج ۲۲نومبر ۱۹۸۲ء کوخان پور میں پیدا ہوئے۔(۲۳) تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ان کے دو شعری مجموعے ”رفاقت غم“ اور ”عشق چلا تھا اوڑھ کے چادر“ شائع ہو چکے ہیں۔ان کے سلام سے اشعار ملاحظہ ہوں:

میں کوزہ گر کے ہاتھ تھا اور کربلا حسین
میں نے وہیں پکارا تھا لبیک یا حسین
اک کہکشاں یونیک ہے اس کائنات میں
نہ سیدہ ہیں دوسری نہ دوسرا حسین(۲۴)

اظہر عروؔج کے کلام میں جدیدیت اور کلاسیکی انداز کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

اظہر فراغ:

محمد اظہر فراغؔ ۳۱اگست ۱۹۸۰ء کو بہاول پور میں پیدا ہوئے۔(۲۵) ریجنل منیجر فارماسیوٹیکل ہیں اور شاعری ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ ”میں کسی داستاں سے ابھروں گا“ شائع ہو چکا ہے۔ان کے کلام میں سے سلام کے اشعار دیکھیے:

اک ایسا قتل بھی مقتل کی داستان میں ہے
جو ممتحن ہے وہی شخص امتحان میں ہے
ہماری پیاس کو جھٹلانے والے یاد رہے
ابھی تو ریت کی تاثیر بھی زبان میں ہے(۲۶)

اسی سلام میں آگے چل کر کیا خوبصورت منظر کشی کرتے دکھائی دیتے ہیں:

زیادہ دور نہیں ہے فرات خیموں سے
مگر یزید کا احسان درمیان میں ہے
جہاں شہید ہوں پسماندگان شہیدوں کے
یہ رسم صرف تمہارے ہی خاندان میں ہے(۲۷)

اظہر فراغؔ کے کلام میں رمزیت جھلکتی ہے۔رعایت لفظی سے کام لے کر اپنا مافی الضمیر بیان کرنا جانتے ہیں۔

اعجاز توکلؔ:

اصل نام جہانگیر اقبال ہے۔۳ستمبر ۱۹۶۲ء کو بہاول پور میں پیدا ہوئے۔(۲۸) موسیقی ان کا پیشہ ہے جبکہ شاعری ان کا مشغلہ ہے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ ”تم نے چاہا ہی نہیں“ شائع ہو چکا ہے۔

میری طرف سے محبت ہے دوست ان کے لیے
جدھر جدھر بھی ہیں اہل قلم علی والے
کوئی پکارا کوئی اہل بیت والا ہے
نکل کے آ گئے پھر ایک دم علی والے(۲۹)

اپنی محبت وعقیدت کا اظہار بہت ہی نرالے انداز میں کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مومن کہہ جاتے ہیں۔ان منفرد انداز ملاحظہ ہو۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

دھواں دھواں یونہی لگتا نہیں خیال رہے
میں خود کو آگے لگاتا ہوا حسینی ہوں
یونہی نہیں مری آنکھوں سے اشک جھڑنے لگے
میں شاخ گریہ ہلاتا ہوا حسینی ہوں(۳۰)

افضل خان:

افضل خان ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۵ کو بہاول پور میں پیدا ہوئے۔(۳۱) محکمہ ہائی وے اتھارٹی میں انجینئر ہیں۔ ادب سے گہرا تعلق ہے۔ نقاد بھی ہیں۔ شاعری میں ان کے مجموعہ کلام "تو بھی میں بھی" اور "اک عمر کی مہلت" شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے غیر مطبوعہ کلام سے سلام کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

میں رو پڑا تو مجھے یاد آیا صبر حسینؑ
سو اپنے آپ کو دینے لگا دلاسے میں
دھنسا نہ ریت میں دشمن نہ غرق آب ہوا
خفا فرات سے، ناراض ہوں ہوا سے میں(۳۲)

افضل خان بہاول پور کے قد آور شاعر ہیں۔ ہر صنف میں طبع آزمائی کر چکے ہیں۔ ان کے سلام میں مزید خوبصورتی دیکھیے:

کہا یہ حر نے ریاض بہشت میں سب سے
مجھے بھی دیکھیے کیا ہو گیا ہوں کیا سے میں
یہ سوچ کر غم تشنہ لباں چنا افضل
اٹھا نہ پاؤں گا صدمے ذرا ذرا سے میں(۳۳)

انعام آسعدی:

انعام اسعدی کا آبائی وطن شاہ جہاں پور(یو۔پی) ہے۔ جہاں وہ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔(۳۴) ان کے والد فضل امام تجارت کرتے تھے۔ انہوں نے معمولی تعلیم حاصل کی اور مولانا اسعد شاہ جہاں پوری کی شاگردی اختیار کی۔ وہ قیام پاکستان کے بعد سمہ سٹہ آ گئے اور یہیں ریلوے اسٹیشن کے ریسٹوران میں ٹھیکیدار بن گئے۔ ۱۹۹۲ء سے وہ اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ جب تک بہاول پور میں رہے باقاعدگی سے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے۔ انعام اسعدی کے سلام امامؑ عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیے۔

گھر کا گھر اسلام کی حرمت پہ قرباں کر دیا
جرأت شبیرؑ نے فطرت کو حیراں کر دیا
چیخ اٹھا ذرہ ذرہ کربلا کی خاک کا
ظالموں نے جب سر زینبؑ کو عریاں کر دیا(۳۵)

انعام اسعدی کا دستیاب سلام قصیدہ ہیت میں ہے۔ چھوٹی بحروں پر مشتمل ہے، اشعار میں روانی ہے۔ ایک شعر میں انعام اسعدی نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

آسماں لرزہ، زمین کانپی، ستارے رو دیے
عابد بیمار کو جب پا بجولاں کر دیا(۳۶)

حکیم احمد حسنؔ:

حکیم احمد حسنؔ ۱۹۳۵ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔(۳۷) تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۳ء میں زمیندارہ کی غرض سے صادق آباد میں آئے اور یہاں کے ہو کر رہ گئے۔ حکیم احمد حسنؔ فاضل جامعہ مظہر العلوم، قاری سبعہ قرآت، فاضل الطب والجراحت اور گولڈ میڈلسٹ بایو کیمک ہیں اور اس وقت "مجلس اقبال صادق آباد" کے صدر ہیں اور "کاروانِ ادب" کے سرپرست ہیں۔ ان کے شعری مجموعے "بصیرت کے ادھ کھلے سیپ"، "پس دریا سیراب"، "پسِ آئینہ" اور "شہوار لامکاں" ہیں۔ جبکہ بہت سی کتابوں کے مترجم ہیں۔ انہوں نے ترانے، گیت لکھے، سوانح لکھی اور تقریباً اس وقت ۸۰ سے زائد کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں۔ پیشے کے لحاظ سے احمد حسنؔ حکیم تھے۔ ان کے مجموعے "بصیرت کے آدھ کھلے سیپ" سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے جس میں عربی، فارسی اور اُردو الفاظ کی خوبصورت آمیزش ہے۔

اے کہ تو یک باب دیوان علیؑ
شد مزین از تو ایوان علیؑ
وردِ اصغرؑ برلبانِ آبجو
لن تنالو البر حتی تنفقوا(۳۸)

"پس دریا سراب" سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے جو قصیدہ ہیت میں ہے۔

سیکھتے ہیں پھول سے رسم وفا
خار دامن سجا لیتے ہیں ہم
خون اصغر کی قسم لاکھوں فرات
چشم پُرنم میں سمو دیتے ہیں ہم(۳۹)

حکیم احمد حسنؔ منفرد شخصیت کے ملک ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں شعوری طور پر تمام صنعتوں کو استعمال کیا ہے۔

محمد امین ساجدؔ:

محمد امین ساجد ۵ نومبر ۱۹۵۳ء کو تحصیل حاصل پور میں پیدا ہوئے۔(۴۰) ایف۔اے کرنے کے بعد پرنٹنگ پریس کے شعبے سے وابستہ ہو گئے۔ ان کا مجموعہ کلام "ظلم کے دن اب تھوڑے ہیں" شائع ہو چکا ہے اور بہت جلد "مناقب کاظمی" کے نام سے دوسرا شعری مجموعہ شائع ہونے والا ہے۔ "بزم حسان" حاصل پور کے جنرل سیکرٹری اور "کاروان نعت" حاصل پور کے صدر ہیں۔ ان کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے۔

حسینؑ ابنِ علیؑ کا غم تصور میں بساتا ہوں
میں ان کی بزم اشکوں کے چراغوں سے سجاتا ہوں
علیؑ اصغرؑ علی اکبرؑ وہ پیا سے یاد آتے ہیں
کسی پیاسے مسافر کو میں جب پانی پلاتا ہوں(۴۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

امین ساجد کا کلام قصیدہ ہیت میں ہے۔

برستی کربلا کی آگ جھلسائے بدن میرا
میں اپنے آپ کو دشت میں موجود پاتا ہوں
جنہیں دیکھیں تو آنکھیں کر بلا کی خاک بن جائیں
میں وہ خون رنگ منظر اپنے شعروں میں پاتا ہوں(۴۲)

امین ساجد حاصل پور کی ادبی محافل کے روحِ رواں ہیں۔ ان کی شاعری میں زیادہ تر نعتیں، سلام، منقبتیں اور غزلیں ہیں۔

پروفیسر اکبر ملک:

پروفیسر اکبر ملک ٹبی سہاگن چولستان میں یکم جولائی ۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔(۴۳) پروفیسر اکبر ملک کا سلام قصیدہ ہیت میں ہے اور غیر مطبوعہ ہے اور سلام کسی ایک کے نام سے نہیں بلکہ مجموعی سلام ہے۔

عباس نے بھائیوں کی عجیب لاج رکھی
یارو یہ علمدار وفادار عجب ہے
قاسم کی جوانی وہ شہادت وہ ادارت
رنگین قبا خون میں رنگ دار عجب ہے(۴۴)

ان کے کلام سے صنعت تلمیح کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔

منصور نے جب دار کو چوما تو بتایا
سرِ دار ہی اُس یار کا دیدار عجب ہے(۴۵)

پروفیسر اکبر ملک کے کلام میں واردات قلبی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ قافیہ پیمائی کا ہنر جانتے ہیں۔

اسلام الدین آزاد خیر پوری:

اسلام الدین خیر پوری یکم جون ۱۹۵۵ء میں خیر پور ٹامیوالی میں پیدا ہوئے۔(۴۶) ان کے آباؤ اجداد کا تعلق ریاست لوہارو ضلع حصار تحصیل ھیانگی کے گاؤں کھڑ کھڑی (بھارت) سے تھا۔ میٹرک کے بعد اُردو فاضل کیا اور اب سیکرٹری یونین کونسل ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۷۱ء سے کی۔ مختلف ادبی پرچوں میں آپ کا کلام چھپتا رہا ہے۔ ''بزم ریاض رحمانی'' خیر پور ''بیدار اکیڈمی'' خیر پور'' بزم شورش '' خیر پور جیسی ادبی تنظیموں سے منسلک رہے۔ ان کا بہت سا کلام غیر مطبوعہ ہے۔ ان کے سلام امامؑ عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے۔

اے شہید کربلا تیری شہادت کو سلام
تیرے استقلال تیری استقامت کو سلام
سر کٹا کے تو نے اونچا دین کا سر کر دیا
آسماں کی آنکھ کو حیرت سے پتھر کر دیا(۴۷)

اسلام الدین آزاد خیر پوری کا سلام مربع ترکیب بند میں ہے۔ الفاظ کے استعمال میں بڑی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ ایک بند ملاحظہ فرمایئے۔

بر چھیوں کی چھاؤں میں تیری عبادت کو سلام
اے شہید کربلا تیری شہادت کو سلام
ہم شکل نانا کی تھی صورت حسینؑ ابن علیؑ
لشکر کفار پر سبقت حسینؑ ابنِ علیؑ(۴۸)

سید تابش آلوری:

سید تابش آلوری کا اصل نام سید سردار علی ہے۔ وہ ۲۰ اگست ۱۹۳۹ء میں راجپوتانہ ریاست الور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید مشرف علی کا انتقال ان کے بچپن میں ہو گیا تھا۔(۴۹) وہ ۱۹۵۷ء میں " پاکستان ٹائمز" لاہور" امروز" لاہور" جنگ" کراچی کے نامہ نگار مقرر ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۶۴ء میں بی۔ اے اور ۱۹۶۸ میں ایم۔ اے کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ کچھ عرصہ ہفت روزہ" الہام" سے وابستہ رہے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخاب میں وہ پنجاب صوبائی اسمبلی کے ممبر بنے۔ اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں کونسل کے ممبر رہے۔(۵۰)

ان کے ہاں شاعری میں بلند آہنگ اور زور دار لہجہ ملتا ہے۔ وہ معاشرتی موضوعات کو شعروں میں ڈھال دیتے ہیں۔ ان کے مطبوعہ سلام امامؑ عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیے۔

وادی خیبر میں صبر آجائے گا
بس تصور میں کرب و بلا دیکھنا
تشنہ آب ہے اور سیراب ہے
فطرت وادی کربلا دیکھنا(۵۱)

سید تابش آلوری نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا بہت سا کلام غیر مطبوعہ ہے۔ ان کے کلام میں صنعت تضاد، مراعاۃ النظیر، صنعت تکرار، صنعت تجنیس، حوالہ حدیث، تشبیہ واستعارہ اور بہت سی تراکیب ملتی ہیں۔

سید تابش آلوری کے سلام و منقبت قصیدہ اور مثنوی ہیت میں ہیں بہت سے قطعات میں بھی اہل بیت کے ساتھ ان کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ تابش آلوری کی شاعری میں سیاسی سوچ ملتی ہے اور انہوں نے سماج میں ہونے والی ناانصافی کو شعروں میں ڈھالا ہے۔

صنعت معکوس کی مثال ملاحظہ فرمائیے:

کوئے طائف سے تا کربلا دیکھنا
ابتدا دیکھنا، انتہا دیکھنا(۵۲)

صنعت مراعاۃ النظیر کی مثال ملاحظہ فرمائیے۔

ایک رستہ ایک منزل ایک نکتہ ایک دل
ایک مقصد ایک نعرہ یا علیؑ مولا علیؑ(۵۳)

صنعت تکرار کی مثال ملاحظہ فرمائیے۔

نفس اک تازہ اویزش نیا اک امتحان
قریہ قریہ، ذرہ ذرہ، لحہ لحہ کربلا(۵۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

توصیف فاطمہ روبیؔ:

توصیف فاطمہ روبی کے دستیاب سلام امامؑ عالی مقام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیے۔

نور چشم حیدرؓ کرار جانِ مصطفیٰ
جذبہ ایثار مرحبا صد مرحبا
زیر خنجر بھی تھا لب پر تیرے نام کبریا
بندگی کا حق حقیقت میں کیا تو نے ادا(۵۵)

توصیف فاطمہ روبیؔ کے سلام مطبوعہ ہیں اور مثنوی اور قصیدہ دونوں ہیت میں ہیں۔ انہوں نے بہت سی تراکیب استعمال کی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی قابل ذکر صنعت ان کے کلام میں دکھائی نہیں دیتی۔

حق تو یہ کہ تیرا دنیا میں نہیں کوئی جواب
اے نبی کے لاڈلے اے دین حق کے آفتاب(۵۶)

روبیؔ کے کلام میں کہیں بھی مشکل الفاظ کا استعمال نہیں ہوا۔ ان کے کلام میں سخاوت، بہادری، صبر، اطاعت جیسے موضوعات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

سید توقیر حسین توقیرؔ:

سید توقیر حسین توقیرؔ یکم مارچ ۱۹۴۸ء کو صادق آباد میں پیدا ہوئے۔(۵۷) بی۔ ایس۔ سی، بی۔ ایڈ اور ایم۔ اے اسلامیات کیا اور سائنس ٹیچر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ ہیڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ان کا ایک مجموعہ ”خواہشوں سے نمونہ چھن جائے“ شائع ہو چکا ہے۔ ”مجلس اقبال“ صادق آباد اور ”بزم فیض“ صادق آباد سے ان کی وابستگی رہی۔ سید توقیرؔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو صادق آباد میں ہی انتقال فرما گئے۔(۵۸) قد آور شاعر تھے۔ ان کے مجموعے سے انتخاب ملاحظہ فرمائیے۔

اپنا سر بھی دوش پر بارِ گراں ہے ان دِنوں
حوصلہ شبیرؓ سا لیکن کہاں ہے ان دنوں
حق کی خاطر سر کٹا دینا تھا شیوہ آپ کا
پھر لبِ مظلوم پہ رقصاں فغاں ہے ان دنوں(۵۹)

صنعت تلمیح کی مثال ملاحظہ فرمائیے۔

حر عروج زندگی پا کر سوئے مقتل ہو گیا !
لوٹ کر آتا نہیں بندہ جہاں ہے ان دنوں(۶۰)

سید توقیر حسین توقیر کا سلام قصیدہ ہیت میں ہے۔

جانباز جتوئی:

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سردار غلام رسول خان جانبازؔ جتوئی ۱۹۲۴ء میں جتوئی شہر ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔(۶۱) مڈل تک تعلیم حاصل کی اور زمیندارہ پیشہ اپنایا۔ آخری ایام زندگی میں انہوں نے شاعری کو سینے سے لگالیا۔ " فریدؒ ثانی" کا لقب پایا۔ تمام مجموعے سرائیکی میں ہیں۔ ان کا بہت سا کلام اُردو میں ہے۔

۲۳مارچ ۱۹۹۴ء کو صدرِ پاکستان جناب فاروق خان لغاری نے انہیں صدارتی تمغہ حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ اکادمی ادبیات پاکستان نے پہلا مجموعہ کلام " ارداساں " پر فرید ایوارڈ دیا۔ صادق دوست اکادمی آف پاکستان نے گولڈ میڈل دیا۔ ۱۹۹۴ کو پاکستان سرائیکی پارٹی نے پہلا سرائیکی ایوارڈ دیا۔ مجلس ارباب فن ملتان نے ۱۹۸۸ء کو پانچواں ملتان ایوارڈ دیا۔(۶۲) شاعری میں غالب، میر تقی میر، علامہ اقبالؔ اور میر انیسؔ سے متاثر تھے۔ نظم کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔ اُردو میں غزلیں نوحہ اور سلام اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

شبیرؓ جو ہے وارث علم و خدا، نبی ﷺ
شبیرؓ جس نے دیں کی بگڑی سنوار دی
شبیرؓ جس نے موت کو بخشی ہے زندگی
شبیرؓ سا نہ ہوگا جانبازؔ پھر کبھی(۶۳)

شبیر جو ہے ملت احمد کا خیر خواہ
شبیرؓ جس نے دی ہے اسلام کو پناہ(۶۴)

جانبازؔ جتوئی نے زیادہ تر شاعری سرائیکی میں ہی کی ہے اُردو شاعری میں زیادہ نوحے اور دو سلام ملتے ہیں۔ ان کا اصل میدان سرائیکی شاعری ہی ہے جس پر انہیں صدارتی ایوارڈ ملا۔

سید ہاشم رضاؔ:

سید ہاشم رضا لکھنو کی علمی و ادبی فضا میں پروان چڑھے۔ شعر و ادب کا بڑا ذوق رکھتے تھے۔ ۱۹۵۵ء کے آخر میں وحدت مغربی پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بحیثیت ڈویژنل کمشنر بہاول پور آئے تھے۔ یہاں اگرچہ ان کا قیام مختصر رہا۔ لیکن شعراء و ادباء کے دلوں پر ان کی یاد کے نقوش بڑے گہرے ہیں۔ سید ہاشم کو بہاول پور کے بزرگ اور صوفی شاعر خواجہ غلام فرید سے بڑی عقیدت تھی۔(۶۵)

ان کے دستیاب سلام سے انتخاب ملاحظہ فرمایئے۔

لرز رہی تھی زمین کانپتا تھا چرخ بریں
مگر حسینؓ کا صبر و ثبات کیا کہنا
لب حسینؓ پہ ہے موجِ کوثر تسنیم
بہائے اشک ندامت فرات کیا کہنا(۶۶)

سید ہاشم رضاؔ کا دستیاب سلام امامؑ عالی مقام قصیدہ ہئیت میں ہے اور مطبوعہ ہے۔ ان کے سلام میں صنعت تلمیح، صنعت تشبیہ، صنعت اعداد اور صنعت مراعاۃ النظیر ملتی ہیں۔

صنعت تضاد کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔

وقارِ تشنہ دہان فرات کیا کہنا

اجل کے جام میں آب حیات کیا کہنا(۶۷)

صنعت مراعاۃالنظیر کی مثال ملاحظہ فرمایئے۔

وہ رن وہ نیزوں کی بارش وہ سجدہ آخر

یہ التزام رقیم صلوت کیا کہنا(۶۸)

المختصر بہاول پور میں یوں تو تمام اصناف ادب میں طبع آزمائی کی گئی لیکن بطور خاص سلام کی صنف میں زیادہ لکھا گیا۔ اگر غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو بہاول پور کا سلام معیار اور مقدار دونوں صورتوں میں کسی بڑے ادبی مرکز کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

بہاول پور کے استاذان فن نے صنف سلام کو بطور خاص اپنے کلام میں رکھا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حوالہ جات

۱۔ امداد اثر، کاشف الحقائق، جلد دوم، لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۱۷۷
۲۔ شیخ چاند، "سودا"، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۶۷ء، ص ۳۲۲
۳۔ چراغ علی، ڈاکٹر، "اُردو مرثیے کا ارتقاء: گولکنڈہ اور بیجاپور میں"، حیدر آباد، ۱۹۷۳ء، ص ۲۴
۴۔ اردو نظم اور اس کی اصناف (مضمون)، از پروفیسر گیان چند جین، ص ۹۲
۵۔ سید صفدر حیسن، ڈاکٹر، "تجلیات انیس"، (مرتبہ یوسف حسین شائق لکھنوی)، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۶ء، ص ۹
۶۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "میر انیس حیات اور شاعری"، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۴ء، ص ۱۷۵
۷۔ حامد حسن قادری، پروفیسر، "مختصر تاریخ مرثیہ گوئی"، لاہور: الحسن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء، ص ۲۱۸
۸۔ شجاعت علی سندیلوی، "تعارف مرثیہ"، الہ آباد: ادارہ انیس اردو، ۱۹۵۹ء، ص ۸۶
۹۔ رب نواز کاوش، ڈاکٹر، "بہاول پور میں اردو زبان وادب کا آغاز وارتقاء، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص ۱۷۱
۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷۱
۱۱۔ ایضاً، ص ۱۷۱
۱۲۔ راقم الحروف کا استفسار از اسد اریب، ڈاکٹر، ملتان، گل گشت کالونی، ۲۷ فروری ۲۰۲۱ء
۱۳۔ راقم الحروف کا استفسار، آصف بشیر انجم، رحیم یار خان، گلشن اقبال، مارچ ۲۰۱۲ء
۱۴۔ آصف بشیر انجم، "مجھے خوابوں میں رہنے دو"، لاہور، عظیم پرنٹنگ پریس، ص ۲۴
۱۵۔ ایضاً، ص ۲۴
۱۶۔ راقم الحروف کا استفسار، آسی خانپوری، لاہور، ۲ جون ۲۰۱۵ء خان پوری
۱۷۔ حیات میرٹھی، "خیابان عقیدت"، بہاول پور، ادار آفتاب مشرق، ۱۹۸۰ء، ص ۱۹۱
۱۸۔ ایضاً، ص ۱۹۱
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۹۱
۲۰۔ ماجد قریشی، "دبستان بہاول پور"، بہاول پور، ادارہ، آفتاب مشرق، ۱۹۹۴ء، ص ۴۷۳
۲۱۔ "خیابان عقیدت"، ص ۲۱۳
۲۲۔ ایضاً، ص ۲۱۳
۲۳۔ اہل قلم ڈائریکٹری بہاول پور، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، مئی ۲۰۱۳ء، ص ۲۱
۲۴۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: اظہر عروج
۲۵۔ "اہل قلم ڈائریکٹری بہاول پور"، ص ۲۲۔۲۱
۲۶۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: اظہر عروج

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

۲۷۔ ایضاً،

۲۸۔ ”اہل قلم ڈائریکٹری بہاولپور، ص ۲۳

۲۹۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: اعجاز توکل

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ”اہل قلم ڈائریکٹری بہاول پور“، ص ۲۵

۳۲۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: افضل خان

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ”بہاول پور میں اردو زبان وادب کا آغاز وارتقاء“، ص ۱۶۴

۳۵۔ ”خیابان عقیدت“، ص ۲۲۹

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۲۹

۳۷۔ راقم الحروف کا استفسار از حکیم احمد حسن، صادق آباد، ۲۰ اگست ۲۰۱۲ء

۳۸۔ احمد حسن، حکیم، ”بصیرت کے ادھ کھلے پھول“، لاہور، کنونشل پرنٹرز، ۱۹۹۲ء، ص ۱۷

۳۹۔ احمد حسن، حکیم، ”پس دریا سیراب“، لاہور ‘کنونشل پرنٹرز‘ ۱۹۹۴ء، ص ۱۱

۴۰۔ راقم الحروف کا استفسار از محمد امین‘ حاصل پور‘ ۱۵ جون ۲۰۱۹ء

۴۱۔ ”السعید“ ماہ نامہ، ملتان، فروری ۲۰۰۴ء، شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۱۹

۴۲۔ ایضاً

۴۳۔ راقم الحروف از ساسفسار از، اکبر ملک، بہاول پور، ریاض کالونی، ۲ فروری ۲۰۲۱ء

۴۴۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: اکبر ملک

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ راقم الحروف کا استفسار از اسلام دین، خیر پور ٹامیوالی، ۱۲ اگست ۲۰۲۰ء

۴۷۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: اسلام دین

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ راقم الحروف کا استفسار از سید تابش الوری، بہاول پور، سٹلائٹ ٹاؤن‘ ۱۵ فروری ۲۰۰۵ء

۵۰۔ ایضاً

۵۱۔ سید تابش الوری، ”رات ہوا چراغ“ لاہور، شرکت پرنٹنگ پریس، ۹ فروری ۱۹۹۸ء، ص ۹

۵۲۔ ایضاً، ص ۹

۵۳۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: سید تابش الوری

۵۴۔ ایضاً

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

۵۵۔ ”خیابان عقیدت“، ص۲۵۵

۵۶۔ ایضاً، ص۲۵۵

۵۷۔ راقم الحروف کا استفسار از گوہر ملیانی، صادق آباد، مظہر فرید کالونی، ۱۲ اگست ۲۰۱۴ء

۵۸۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: سید توقیر حسین توقیر

۵۹۔ سید توقیر حسین توقیر، ”خواہشوں سے نمونہ چھن جائے“، مطبع ندارد، سن ندارد، ص ۷

۶۰۔ ایضاً، ص ۷

۶۱۔ راقم الحروف کا استفسار از سرفراز خان (بیٹا جانباز جتوئی) اوچ شریف، مارچ ۲۰۲۰

۶۲۔ ایضاً

۶۳۔ غیر مطبوعہ کلام، مملوکہ: جانباز جتوئی

۶۴۔ ایضاً

۶۵۔ حیات میرٹھی، ”بہاول پور کا شعری ادب“، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۷۱ء، ص ۱۴۹

۶۶۔ ”خیابان عقیدت“، ص۴۶

۶۷۔ ایضاً، ص۴۶

۶۸۔ ایضاً، ص۴۶

مآخذ

۱۔ آصف بشیر انجم، ”مجھے خوابوں میں رہنے دو“، لاہور، عظیم پرنٹنگ پریس

۲۔ احمد حسن، حکیم، ”بصیرت کے ادھ کھلے پھول“، لاہور، کونشل پرنٹرز، ۱۹۹۲ء

۳۔ احمد حسن، حکیم، ”پس دریا سیراب“، لاہور، کونشل پرنٹرز، ۱۹۹۴ء

۴۔ سید تابش الوری ”رات ہوا چراغ“ لاہور، شرکت پرنٹنگ پریس، ۹ فروری ۱۹۹۸ء

۵۔ سید توقیر حسین توقیر، ”خواہشوں سے نمونہ چھن جائے“، مطبع ندارد، سن ندارد

۶۔ چراغ علی، ڈاکٹر، ”اردو مرثیے کا ارتقاء، بیجاپورہ اور گولکنڈہ میں“ حیدرآباد، ۱۹۷۳ء

۷۔ حیات میرٹھی، ”بہاول پور کا شعری ادب“، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۷۱ء

۸۔ حیات میرٹھی، ”خیابان عقیدت“، بہاول پور، ادارہ آفتاب مشرق، ۱۹۸۰ء

۹۔ شمیم احمد، ”اصناف سخن اور شعری ہیئتیں“، لاہور، شرکت پرنٹنگ پریس

۱۰۔ ظہور نظر، ”کلیات ظہور نظر“، ملتان، روحانی آرٹ پریس، جولائی ۱۹۸۷ء

۱۱۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، ”ادبی اصناف“، لاہور، بھٹو پرنٹنگ پریس، ۲۰۱۸ء

۱۲۔ ماجد قریشی، ”دبستان بہاول پور“، بہاول پور، ادارہ، آفتاب مشرق، ۱۹۹۴ء
۱۳۔ مقتدرہ قومی زبان، ”کشاف تنقیدی اصلاحات“، لاہور، اظہار سنز، ستمبر ۱۹۸۵ء

مقالہ

۱۔ رب نواز کاوش، ڈاکٹر، ”بہاول پور میں اردو زبان وادب کا آغاز وارتقاء“، مقالہ برائے پی ایچ ڈی

اخبارات

۱۔ ”السعید“ ماہ نامہ، ملتان، فروری ۲۰۰۴ء، شمارہ نمبر ۲، جلد نمبر ۱۹

ڈائریکٹری

۱۔ اہل قلم ڈائریکٹری بہاول پور، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، مئی ۲۰۱۳ء